

292107- قیام رمضان کی فضیلت پانے کے لیے کیا رمضان کی ساری راتوں میں قیام کرنا شرط ہے؟

سوال

میر اسوال ماہ رمضان کے بارے میں ہے کہ ایک حدیث ہے کہ: (جو شخص بھی رمضان میں قیام کرے ایمان کے ساتھ ثواب کے امید سے۔۔۔) تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کی ہر رات میں قیام کرے، اور اگر تیس میں سے ایک رات میں بھی قیام نہ کر سکا تو حدیث میں مذکور مغفرت اور انعام اسے نہیں ملے گا؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ ایک رات میں قیام کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی مقدار ہو سکتی ہے؟

پسندیدہ جواب

اول :

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو شخص بھی رمضان میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید سے قیام کرے تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیتے جاتے ہیں۔) اس حدیث کو بخاری: (2009) اور مسلم: (759) نے روایت کیا ہے۔

یہاں حدیث میں رمضان کے مہینے کو مطلق بیان کیا گیا ہے اور اس میں سارے مہینے کی راتیں مراد ہوں گی، تو ظاہر یہی ہوتا ہے کہ حدیث میں مذکورہ اجر ساری راتوں میں قیام کرنے پر تی ملے گا۔

جیسے کہ علامہ صنفانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"یہاں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد رمضان کی ساری راتیں ہوں، لہذا اگر کسی نے رمضان کی چدر راتیں قیام کیا تو اسے مذکورہ مغفرت نہیں ملے گی، حدیث کا ظاہری مضمون بھی یہی ہے۔" ختم شد
"سلالام" (182/4)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو شخص بھی رمضان میں قیام کرے) یعنی پورا ماہ رمضان، اس میں کامل مہینہ مراد ہے، آغاز سے لے کر اختتام تک۔" ختم شد
"شرح بلوغ المرام" (290/3)

اور جو شخص رمضان کی کچھ راتوں میں قیام نہ کر سکا؛ تو اگر اس نے کسی عذر کی بنا پر قیام نہ کیا تو اس کے لیے حدیث میں مذکورہ اجر کی امید کی جا سکتی ہے۔

جیسے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جب کوئی بندہ بیمار ہو، یا سفر میں ہو تو اس کے لیے اتنا ہی عمل لکھا جاتا ہے جتنا وہ صحت اور اقامت پذیری کے وقت کیا کرتا تھا۔) اس حدیث کو بخاری: (2996) میں روایت کیا ہے۔

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو کوئی بھی شخص رات کا قیام کرتا ہو اور اس پر نیند کا غالب ہو جائے تو اس کے قیام کے برابر لکھ دیا جاتا ہے، اور نیند اس پر [اللہ تعالیٰ کی طرف سے] صدقہ بن جاتی ہے۔)

اس حدیث کو ابو داود: (1314) نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے ارواء الغیل: (2/204) میں صحیح کہا ہے۔

چنانچہ اگر کوئی شخص رمضان کی کچھ راتوں میں قیام سستی کی وجہ سے نہیں کر سکتا تو حدیث کے ظاہری الفاظ اور موضوع یہی تقاضا کرتے ہیں کہ اسے یہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔

دوم:

جکہ رمضان میں قیام کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ کی حد بندی شریعت نے نہیں کی؛ چنانچہ شریعت میں رمضان کے قیام کے لیے معین رکعات کا قیام کرنے کی صراحت نہیں ہے۔

جیسے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"قیام رمضان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر کوئی حد بندی مقرر نہیں فرمائی۔۔۔ چنانچہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ قیام رمضان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مخصوص تعداد متعین کی ہے، اس سے کم یا زیادہ نہیں کیا جاسکتا تو وہ غلطی پر ہے۔۔۔ چنانچہ بھی انسان عبادت کے لیے تو انہوں نے تو اس کے لیے لمبا قیام افضل ہے، اور بھی انسان پر تھکاوٹ غالب ہوتی ہے تو ایسے شخص کے لیے مختصر قیام افضل ہے۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یکسانیت پر بنی ہوتی تھی؛ چنانچہ جس وقت آپ قیام لمبا کرتے تھے تو آپ رکوع و سجود بھی لمبا کرتے تھے، اور جب قیام مختصر کرتے تو پھر رکوع بجود بھی مختصر فرماتے تھے، ایسی یکسانیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرائض، قیام اللیل اور نماز کسوف وغیرہ سب نمازوں میں اپناتے تھے۔ "ختم شد "مجموع الفتاوی" (22/272-273)

خلاصہ یہ ہے کہ : رمضان میں رات کے قیام کے لیے زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، اس لیے مسلمان جتنی مرضی رکعات ادا کر سکتا ہے۔

جکہ کم از کم رات کی نماز کی مقدار و تکمیل ایک رکعت ہے۔

لیکن رمضان میں قیام کی فہیمت صرف ایک رکعت کی بنا پر حاصل ہونا محل نظر ہے؛ کیونکہ شریعت نے رمضان میں کسی خاص نوعیت کے قیام کی ترغیب دلائی ہے، جو کہ سال کی دیگر راتوں کی بہ نسبت زیادہ اہم اور تاکید والا ہے، چنانچہ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سلف صاحبین کی رمضان میں کیفیت الگ ہی ہوتی تھی، پھر اسی کیفیت کو مد نظر رکھتے ہوئے خصوصی طور پر تسلیل کے ساتھ مسجد کے امام کی اقدامیں اجتماعی طور پر نماز ادا کی جانے لگی، یہ طرز عمل کسی اور فعل میں نظر نہیں آتا، پھر مقتدری حضرات کو یہ بھی ترغیب شریعت میں دی گئی کہ جب تک امام اپنی پوری نماز سے فارغ ہو جائے اس وقت سے امام کے ساتھ نماز ادا کر سکتا رہے۔

جیسے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بیک جب کوئی آدمی امام کے نماز مکمل پڑھانے تک نماز پڑھتا رہتا ہے تو اس کے لیے ساری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔) اس حدیث کو ابو داود: (1375)، اور ترمذی: (806) نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اسے "حسن صحیح" قرار دیا ہے۔

مزید کے لیے آپ سوال نمبر: (153247) کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

لیکن جب کوئی شخص تما نماز ادا کرے تو افضل یہ ہے کہ ایسے ہی نماز ادا کرے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشوع و خنوع کے ساتھ گیارہ رکعت ادا کیا کرتے تھے، تاکہ یہ بات بھی ثابت ہو کہ ایمان اور ثواب کی امید سے اس نے نماز ادا کی ہے۔

اسی طرح سیدنا ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوا کرتی تھی؟ تو آپ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان ہو یا غیر رمضان ہمیشہ گیارہ رکعت ہی ادا کیا کرتے تھے، آپ پہلے چار رکعت ادا کرتے ان کی طوالت اور خوبصورتی کے بارے میں تو نہ

ہی پوچھو، پھر اس کے بعد چار رکعت ادا کرتے، ان کی بھی طوالت اور خوبصورتی کے بارے میں بھی مت پوچھیں، اس کے بعد پھر تین رکعت ادا کرتے تھے۔
اس حدیث کو بخاری: (1147) اور مسلم: (738) نے روایت کیا ہے۔

چنانچہ اگر کوئی اس سے زیادہ بھی ادا کر لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس بارے میں مزید کے لیے آپ سوال نمبر: (9036) کا جواب ملاحظہ کریں۔

واللہ اعلم